''مطبع نول کشور'' کی اسلامی مطبوعات پر ایک نظر

ڈاکٹر سمیع احمد، نئی دہلی

منشی نول کشور کے والد جمنا پرشاد بھارگو علی گڑھ کے قریب موضع ساسنی کے رئیس تھے۔ منشی نول کشور نے چھ سال کی عمر میں تعلیم شروع کی۔ بڑے ہی غیر معمولی ذہن کے مالک تھے۔ اس کا اندازہ ابتداء سے ہی ہونے لگا تھا۔ دس سال کی عمر میں ابتدائی درسی کتابیں پڑھ لیں تو آگرہ چلے گئے اور وہاں کالج میں داخلہ لیا۔ پندرہ برس کی عمر سے ہی مضمون نگاری شروع کردی۔

اس زمانے میں'' آگرہ سفیر' نام کا اخبار آگرہ سے نکلتا تھا۔ انہوں نے اپنی مضمون نگاری کا آغاز اسی اخبار سے کیا۔ سترہ سال کی عمر میں لاہور کے'' کوہ نور'' نامی ایک مشہور پریس کے مالک ہرسکھ رائے کے معاون ہوگئے ۔ چار برسوں تک تو ان کی معاونت کرتے رہے۔ لیکن پھر ان کے خیالات میں تبدیلی آنی شروع ہوگئی۔ ان کے دل میں خیال آیا کہ وہ زندگی ہی بے کار ہے جس میں قوم وملک کی خدمت نہ ہو۔

چنانچہ انہوں نے اکیس برس کی عمر میں ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ اور ایک ذاتی پریس کھولنے کی فکر میں لگ گئے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد وہ لکھنؤ آگئے اور کافی جدوجہد کے بعد کوٹھی غالب جنگ میں 'مطبع نولکشور'' ۱۸۵۷ء میں قائم کیا۔ یہ عمارت لکھنؤ کے ایک رئیس غالب جنگ کی تھی جسے منشی نول کشور نے خرید لیا تھا۔ پریس قائم ہوا تو اس میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہونے لگی۔ عام طور پر علمی حلقہ کے لئے یہ بات باعث حیرت ہے کہ بہت کم عرصے میں منشی نول کشور نے اک عظیم الشان اور گراں قدر کتابی ذخیرہ طباعت واشاعت کی منزلوں سے گزار کر علمی دنیا کے سامنے پیش کردیا۔ حقیقت یہ ہے کہ منشی نول کشور کا طریق کار حیرت انگیز تھا۔ جو ان کی خداداد ذہانت اور طباعی کا نتیجہ تھی۔

پریس جب ترقی کی راہ پر گامزن ہوگیا تو منشی نول کشور نے قلمی نسخوں کی طرف توجہ کی۔ مطبع نولکشور نے عربی، فارسی اور اردو کی کتابیں جن کا تعلق اس وقت کے تقریباً سبھی علوم وفنون سے تھا انہیں چھاپ کر بڑا نام پیدا کیا۔ اس زمانے میں جو مقبولیت اور ترقی مطبع نولکشور کو حاصل ہوئی

شاید ہی کسی دوسرے مطبع کو حاصل تھی۔ مسلمان خاص طور پر منشی جی کے ممنون رہیں گے کہ ان کی بدولت مذہبی اور تہذیبی ذخائر جن کا بڑا حصہ قلمی کتب کی شکل میں تھا زیور طباعت سے آراستہ ہو کر ضائع ہونے سے بچ گئے۔ اور بہت سی بیش بہا اور قابل قدر عربی وفارسی کتب کے ترجمے سے اردو کا دامن مالا مال ہوگیا۔ رام بابوسکسینہ کا قول یہاں رقم کرنا چاہوں گا۔

''اس مطبع نے اردو زبان کی بڑی خدمت کی اور اس کی ترقی پر بہت بڑا اثر ڈالا۔ نادر ونایاب اور قدیم کتابوں کی اشاعت مشہور کتب عربی وفارسی کے تراجم، جدید کتابوں کی عوامی مزاق کے مطابق تیاری، نیز اسکولی کتابوں کی تیاری سے ادب اردو پر بہت بڑا احسان کیا۔''[۱]

مطبع نولکشور کی مطبوعات کی فہرست پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں سے متعلق تقریباً سبھی علوم پر اس مطبع کے اہتمام سے صدہا کتابیں شائع ہوئیں۔ ان کتابوں کی اشاعت کی بدولت اس مطبع کی شہرت ہندوستان تک ہی محدود نہ تھی بلکہ دوسرے مسلم ممالک افغانستان، ایران، عراق، شام، حجاز، مصر، ترکی، جاوا، برما، سماترا، بخارا اور افریقی ملکوں تک بھی پہونچ گئی تھی۔

اس مطبع کی وجہ سے اہل علم کی جماعت تصنیف وتالیف کے کام میں لگ گئی۔ منشی نولکشور نے انہیں مقبول معاوضہ دیکر فکر معاش سے بے نیاز کردیا تھا نامور مصنّفین اور اصحاب فضل وکمال کی بڑی تعداد ہمیشہ اس مطبع سے وابستہ رہی ہیں۔ ناظر کا کوروری تحریر کرتے ہیں۔

''لکھنؤ میں مشہور ہے کہ جس قدر حفاظ، محدث، مورخ ادیب اس مطبع میں تھے ہندوستان کے کسی دوسرے مطبع کونصیب نہ ہوئے۔''[۲]

مسلمانوں کے یہاں قرآن کریم جس انتہائی عظمت واہمیت کا حامل ہے اس کو دنیا جانتی ہے۔ قرآن مجید کے مختلف سائز کے نسخے معریٰ اور مترجم اس مطبع سے ارزاں قیمت پر شائع ہوئے۔ مشہور اردو مترجم مولوی نذیر احمد دہلوی کے ترجمے والی حمائل شریف کے بھی بعض ایڈیشن اس مطبع سے چھپے تھے۔ اس مطبع نے ایک کلاں تقطیع کا کلام مجید بہت جلی قلم سے شائع کیا تھا۔ جس میں دو اردو ترجموں کے ساتھ ایک فارسی ترجمہ بھی تھا۔ اور حاشیہ پر مولوی عبد الحق دہلوی کی مشہور تفسیر ''تفسیر حقانی'' درج تھی۔

قرآن مجید کے مختلف پارے اور قاعدہ بغدادی بھی بہت سستے داموں والے اس مطبع سے

شائع ہوتے رہے۔ وظائف وعملیات کی کتابیں بھی شائع ہوئیں۔ جن میں دلائل الخیرات ، جواہر القرآن اور کنز الحسین وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ تجوید وقرأت پر چھوٹے لیکن اپنے فن کے جامع رسالے رموز القرآن وزینت القاری وغیرہ اس کے مطبوعات میں شامل ہیں۔

مطبع نول کشور نے تفسیر قرآن کے موضوع پر اردو کی ضخیم ترین تفسیر ''مواہب الرحمٰن'' تیس حصوں میں (ہر حصہ ایک پارے کی تفسیر پر مشتمل ہے) مولانا امیر علی ملیح آبادی سابق صدر مدرس ندوۃ العلماء لکھنؤ سے مرتب کراکر شائع کی تھی۔ اگر یہ مطبع اسلامیات پر صرف یہی ایک کتاب شائع کرتا تو اس کے فخر کے لئے کافی تھا۔ تفسیر حد درجہ مستند حیثیت رکھتی ہے۔ شروع میں ایک طویل مقدمہ بھی مترجم کے قلم سے شامل ہے۔

یہاں پر میں منشی نول کشور کے اخلاقیات وعقیدت کا ذکر ضرور کرنا چاہوں گا کہ جس کی نظیر مسلمانوں میں بھی خال خال ہی ملتی ہے۔ منشی نولکشور کے متعلق کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید کی حرمت اور تقدس کا جس قدر خیال رکھتے تھے اتنا مسلمان بھی نہیں رکھتے۔ ان کی تاکید تھی کہ پریس مین مشین مین، کاغذ لگانے والے، مصحح ہر ایک پاک وصاف اور باوضو ہو کر قرآن کی طباعت کا کام شروع کریں۔ وہ خود بھی غسل کر کے صاف ستھرے کپڑے زیب تن کر کے پاک وصاف مسند پر فروکش ہوتے اور ایک دھلی ہوئی سفید چادر اپنے زانوؤں پر ڈالتے۔ اس اہتمام کے بعد کلام مجید کی کتابت کی ہوئی کاپیاں اور پروف ملاحظہ فرماتے۔ اپنے سامنے مشین دھلوا کر اس کے تمام سازوسامان پاک کراتے پھر اس مشین پر قرآن مجید چھپتا تھا۔ اولاً تو کوئی کاغذ زمین پر گرنے ہی نہیں دیتے۔ حتیٰ کہ بطور احتیاط مشین کے اردگرد فرش پر بھی دھلی ہوئی چادریں بچھوا دیتے۔

عام خیال ہے کہ ان کے اس حسن عمل اور قرآن مجید کی طباعت میں غیر معمولی اہتمام کی وجہ سے ان کے کاروبار میں بڑی برکت اور حیرت انگیز ترقی ہوئی اور ان کے مطبع کے چھپے ہوئے قرآن مجید بہت مقبول ہوئے یہاں تک کہ دوسرے ملکوں میں بھی ان کی مانگ بہت تھی۔

اب مطبع نولکشور کی مطبوعات کے ذکر کو مزید آگے بڑھاؤں۔

ملا حسین واعظ کاشفی کی مشہور فارسی تفسیر ''تفسیر حسینی'' کا اردو ترجمہ تفسیر قادری کے نام سے خاصا ضخیم دو جلدوں میں اس مطبع نے شائع کیا۔ جس کے متعدد ایڈیشن بھی نکلے۔ اس کے علاوہ اس مطبع نے ''مشارف الانوار'' کا اردو ترجمہ بھی شائع کیا۔ اس مطبع نے فقہ اسلامی پر متعدد ضخیم اور مشہور

کتب کے اردو ترجمے شائع کرائے ہیں جن میں ہدایہ کا ترجمہ چار ضخیم جلدوں میں ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیر کے ترجمے دس جلدوں میں۔ فقہ حنفی کی مستند اور مشہور کتاب درمختار کا ترجمہ فتاویٰ ہندیہ کے نام سے چار جلدوں میں۔ فقہ کی مختصر درسی کتاب کنز الدقائق کا ترجمہ بھی اس مطبع سے شائع ہوا۔ علاوہ اس کے فقہی مسائل سے متعلق مختلف رسائل بھی اس مطبع نے شائع کئے ہیں۔ ان کی تعداد درجنوں میں ہیں۔ مثلاً ضمان الفردوس' صبح کا ستارہ ، مراہ الصلوٰۃ ، احکام العیدین ، رسالہ تجہیز وتکفین وغیرہ وغیرہ۔

امام غزالیؒ کی مشہور کتاب احیاء العلوم الدین جسے اسلامی انسائیکلوپیڈیا کہا جاسکتا ہے ۔ اس کا ترجمہ ''مزاق العارفین'' کے نام سے متعدد ضخیم جلدوں میں شائع ہوا۔ اور اسی کتاب کی فارسی ملخص حکیمیائے سعادت کا اردو ترجمہ ''اکسیر ہدایت'' کے نام سے اس مطبع کے شاہکاروں میں شمار ہوتا ہے۔ حنفی فقہ کے ساتھ شیعی فقہ کی بھی متعدد مشہور کتابوں کے اردو ترجمے مطبع نے شائع کئے ہیں۔

تصوف واخلاق سے متعلق اس مطبع کے مطبوعات کی اچھی خاصی تعداد موجود ہے مثلاً شیخ سہروردی کی عوام المعارف کا ترجمہ، اخلاق جلالی فارسی کا ترجمہ جامع الاخلاق کے نام سے اور مثنوی مولانا روم کی دو ضخیم شرحیں ، گلستان اور بوستان کی متعدد شرحیں شامل ہیں۔

میلاد نامے بھی اس مطبع نے بہت چھاپے جیسے کہ مولود غلام امام شہید ، مولوی سعدی ، خدا کی رحمت، تاریخ احمدی، اسی طرح واقعہ کربلا سے متعلق شہادت نامے، جنگ نامے نثر ونظم میں۔ مثلاً شہادت نامۂ آل حسینؓ (منظوم) ذکر الشہادین، تقریر الشہادین، جنگ نامہ کربلا وغیرہ۔

فرقہ امامیہ (شیعہ) کی مذہبی کتابوں میں جامع جعفری ، حلیۃ العرائس تحفۃ العوام ، ترجمہ صحیفہ رضا، نزہت المصائب ، چہاردہ مجلس ،مقصود نجات زاد المومنین اور بہت ساری کتابیں شامل ہیں۔ مرثیوں میں مراثی انیس اور مراثی مرزا دبیر کے مجموعے بھی اس ذیل میں قابل ذکر ہیں۔

یہ ذکر تو مطبع نول کشور کی ان کتب کا تھا جو اردو میں شائع ہوئیں۔ اس سے کہیں زیادہ تعداد میں اس مطبع سے اسلامی علوم وفنون سے متعلق عربی وفارسی کی کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔ فارسی میں فن تفسیر میں'' تفسیر حسنی ، حدیث میں مشکوٰۃ کی شرح ، فقہ میں شرح وقایہ وقدوری کے تراجم ، تاریخ طبری وغیرہ۔

مکتوبات حضرت یحیٰ منیری ،فتوح حرمین از شیخ عبد القادر جیلانی وقائع حضرت معین الدین

اجمیریؒ ، خزینۃ الاصفا، روضہ الصفاء فتاویٰ برہنہ، سوانح جامی ، اخلاق جلالی ، اخلاق ناصری، اخلاق محسنی، بہارستان جامی ، لطائف حیدری ، فارسی شرح، فرقہ شیعہ کی مذہبی اور تاریخی کتب وغیرہ اہمیت کی حامل ہیں۔ دیوان حافظ کی غزلیں مطبع نولشکور کے چھپے ہوئے نسخوں میں موجود ہے۔ یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ مطبع نولکشور سے صرف دیوان حافظ نسخے ۱۸۶۲ء سے لے کر ۱۹۰۶ء تک بار بار شائع ہوتے رہے۔

اگر اسلامیات سے متعلق تینوں زبانوں یعنی اردو ، فارسی اور عربی میں مطبع کے گراں قدر مطبوعات کی میزان لگائی جائے تو ان کی تعداد ہزاروں تک پہونچ جائے گی ۔ یہاں تو ہم نے سرسری جائزہ ہی پیش کیا ہے۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ منشی نولشکور کا نام عربی ، فارسی اور اردو زبان وادب کے ساتھ جڑا ہوا ہے جب تک یہ زبانین زندہ رہیں گی منشی جی کا نام زندہ وتابندہ رہے گا۔ ناظر کاکوروی نے کیا خوب کہا ہے۔

’’مسلمان اس حقیقت سے انکارنہیں کرسکتے اور نہ ہی اس گراں بہا احسان سے کبھی بھی عہدہ برآ ہوسکتے ہیں کہ اسلامی درسیات اردو ادبیات اور دیگر مذہبی علوم وفنون کی ترویج واشاعت میں منشی نول کشور سی۔ آئی۔ ای کی جو درخشاں خدمات مسلم ہیں وہ بحیثیت مجموعی کوئی مسلمان (انفرادی یا اجتماعی حیثیت سے) سرانجام نہ دے سکا۔ ۳؎

منشی نولشکور کی اشاعتی سرگرمیوں کا جائزہ لینے سے یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ ان کو فارسی زبان سے زیادہ دلچسپی تھی۔ اس لئے انہوں نے بیشتر کتابیں فارسی زبان میں مختلف علوم وفنون کی شائع کیں۔ ان کی ابتدائی تعلیم بھی فارسی میں ہوئی اور جس ماحول میں انہوں نے تربیت پائی اس پر فارسی کا اثر غالب تھا۔ در اصل سلطنت مغلیہ کو ہندوستان میں فارسی زبان کا عہد زرّین کہا جاتا ہے۔ ایران کے علماء اور خوش فکر شاعر بھی اس عہد میں ہندوستان کا رخ کرتے تھے۔ خود ایران کے اہل علم کے لکھے ہوئے تذکرے اس کی شہادت دیتے ہیں۔ منشی جی کا زمانۂ طالب علمی بھی اسی ماحول میں گذرا ۔لہٰذا فارسی زبان سے منشی جی کو گہرا شغف تھا۔

مطبع نولکشور سے ہزاروں کتابوں کی اشاعت کے باوجود صحت الفاظ کا بھی پورا اہتمام کیا جاتا تھا۔ ہر کتاب صاف اور صحیح چھپتی تھی اور اغلاط سے پاک ہوتی تھی۔ منشی جی صحیح طباعت پر بڑی توجہ دیتے تھے ان کی خواہش رہتی تھی کہ ان کے مطبع سے چھپنے والی ہر کتاب کے حروف پر اشکال میں

صفائی اور طباعت بھی دیدہ زیب ہو۔

مختصر یہ کہ منشی جی نے قلیل عرصے میں دنیا کو مختلف علوم وفنون کی نادر ونایاب کتب کا بہت بڑا علمی ذخیرہ پیش کردیا جو ایسا سمندر ہے کہ جس سے علم کے پیاسے رہتی دنیا تک مستفیض ہوتے رہیں گے۔

میں اپنے اس مضمون کا اختتام نشور واحدی کی نظم بعنوان ''سرمایۂ ایشیاء'' کے کچھ اشعار سے کروں گا۔ پیش خدمت ہے۔

مطبع نول کشور کا وہ ناز ایشیاء — گنجینۂ علوم میں اعجاز ایشیاء
قائم تھا اس سے علم ومعارف کا اک نظام — محتاج اس کے حسن طباعت کا ہر امام
شاعر کو اپنے شعر کا پیکر وہیں ملا — عالم کو اپنے علم کا محور وہیں ملا
وہ رسم خط جو باعث رشک فرنگ تھا — انگریز اس کو دیکھ کے ہر لمحہ دنگ تھا
اردو ہو فارسی ہو کہ نطق عرب ہو وہ — اس ایشیاء کی خاک کا کوئی ادب ہو وہ
ذوق نولکشور کا احسان سب پہ ہے — ہندوستان سے تاحد ایران سب پہ ہے

ایوان علم ایسا سجایا نہ جائے گا
تاریخ ایشیاء میں بھلا یا نہ جائے گا

حوالے:

۱۔(تاریخ ادب اردو حصہ نثر ص ۹۸۔۹۹)مطبوعہ منشی تیج کمار لکھنؤ ۱۹۴۹ء)
۲۔(اردو کے ہندو ادیب ص ۱۸۴)
۳۔(اردو کے ہندو ادیب ص ۱۸۴)